❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

انٹرنس اور ایگزٹ

Entrance اور Exit

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل:81)

یہ دِن چڑھا مبارک مقصود جس میں پائے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
فضل خدا کا سایہ ہم پر رہے ہمیشہ
ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے

(درعدن)

معزز سامعین! میری ایک تحریر پر جرمنی سے ایک بہن نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ جس طرح بڑے بڑے ہالوں، جہازوں اور ٹرین وغیرہ کے دروازوں پر Entrance اور Exit لکھا ہوتا ہے اور مشکل وقت پر Safeway کی نشاندہی کی ہوتی ہے ویسے ہی قرآن کریم بھی مشکلات، مصائب اور فتنوں سے بچاؤ کے لئے Safe way کی نشاندہی کرتا ہے۔

اس تبصرہ کو پڑھتے ہوئے جہاں خاکسار نے خوب انجوائے کیا وہاں سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 81 ذہن میں آئی جِس کی تلاوت مَیں تقریر کے آغاز میں کر آیا ہوں جس کا ترجمہ یہ ہے۔

تُو کہہ اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"اس آیت میں دعا اور انابت کے جواب میں جو مقامِ محمود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملنے والے تھے۔ ان میں سے پہلے مقامِ محمود کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اب تجھے اسراء کی خبر کے ماتحت مکہ سے نکال کر ہم ایک اور جگہ کی طرف جو مقامِ محمود ہے لے جائیں گے۔ اس لئے اس کے متعلق ابھی سے دعائیں شروع کر دے اور کہہ کہ اے خدا! مجھے اس شہر میں ظاہری اور باطنی خوبیوں کے ساتھ داخل کر اور اس مقام سے بھی جس میں مَیں اس وقت ہوں یعنی مکہ سے ظاہری اور باطنی خوبیوں کے ساتھ نکال یعنی کفار جو ارادہ کر رہے ہیں کہ مجھے ذلّت سے نکالیں۔ جس سے میرا رعب اور اثر جاتا رہے۔ اس میں وہ کامیاب نہ ہوں۔ چنانچہ یہ دونوں دعائیں قبول ہوئیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار اپنی مرضی کے مطابق نہ نکال سکے بلکہ خدا تعالیٰ کے علم دینے سے آپ خود ہی مناسب موقعہ پر مکہ سے ہجرت کر گئے۔ اسی طرح آپؐ کا دخول مقامِ محمود میں بھی نہایت اعلیٰ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں آپ کی شمعِ رُخ کے ہزاروں پروانے پیدا کر دیئے۔ جو آپ کے مونہہ کی طرف ہر وقت دیکھتے رہتے تھے اور جن کو آپ سے وہ عشق تھا کہ اس عشق کی نظیر دنیا میں اور کہیں نہیں ملتی۔"

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 410)

اِس جگہ کیا ہی عمدگی سے حضرت مصلح موعودؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکّہ سے نکلنے پر مُخْرَجَ صِدْقٍ اور مدینہ میں داخل ہونے پر مُدْخَلَ صِدْقٍ کے الفاظ کو چسپاں فرمایا ہے۔ آپؐ کی ساری زندگی ہر لحاظ اور ہر جہت سے مُدْخَلَ صِدْقٍ اور مُخْرَجَ صِدْقٍ کی عملی تصویر تھی حتّٰی کہ آپؐ کا صبح وشام میں روزانہ داخلہ بھی اِس آیتِ کریمہ کی عکاسی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح اور شام کی عبادتوں اور اُن میں دعاؤں کا بتلا رہا ہے وہاں دخول اور اخراج کے لیے مُدْخَلَ صِدْقٍ اور مُخْرَجَ صِدْقٍ کا ذکر کر کے دراصل توجہ دلائی ہے کہ جب صبح بیدار ہوں تو سچائی کے ساتھ دن میں داخلے کی مجھ سے دُعا کرو اور جب دِن سے نکلتے ہوئے مُخْرَجَ صِدْقٍ اور رات میں داخل ہوتے ہوئے مُخْرَجَ صِدْقٍ کی دُعا کو شامل کر لو۔ یہ دُعا اپنی ذات میں اِتنی جامع اور مانع ہے کہ اِس کا اطلاق ہر موقع پر کیا جا سکتا ہے۔ کسی موقع پر، کسی اہم جگہ پر، اپنی زندگی کے مختلف مواقع پر اپنی یا کسی کی سالگرہ پر، کسی فنکشن میں داخلے پر، زندگی کے کسی موڑ پر، کسی سفر کے آغاز پر، کسی جلسہ یا اجلاس کے آغاز پر، جماعتوں کے جلسہ ہائے سالانہ کے آغاز پر، اپنے گھروں میں دخول واخراج کے وقت، بازاروں میں جاتے ہوئے، مساجد میں داخل ہوتے وقت اور کسی کام کے آغاز اور اختتام پر پڑھی جا سکتی ہے اور پڑھنی بھی چاہیے جو سودمند اور بابرکت ثابت ہوتی ہے۔

احادیث پر اگر غور کریں تو وہاں بھی بہت سے اہم مواقع پر جن دعاؤں کی رہنمائی ملتی ہے اُن دعاؤں میں گو دخول اور اِخراج کے الفاظ کا یوں ذکر نہیں ملتا جیسا اوپر بنی اسرائیل کی آیت 81 میں ذکر موجود ہے لیکن احادیث کی دعاؤں میں ایسے الفاظ ضرور ملتے ہیں جو واضح طور پر دخول اور اخراج کے بابرکت ہونے کی دعاؤں کی نشاندہی کر رہے ہوتے ہیں جیسے خیر وبرکت چاہنے یا شر اور بُرے وقت سے بچنے کا ذکر ملتا ہے۔ اُوپر ہم دن اور رات میں دخول اور اخراج کے حوالے سے ذکر سُن آئے ہیں اِسی موقع کو احادیث کی دعاؤں میں دیکھا جائے تو دن یا رات میں داخلے کے وقت خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ یا خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ کی دعا مانگنے اور رات اور دن کے شر سے بچنے کی دعاؤں کا ذکر عام ملتا ہے۔

حضرت عبد اللہؓ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ دُعا پڑھتے تھے:۔

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، رَبِّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ، رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ، رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ۔

(مسلم کتاب الذکر)

ترجمہ: ہم نے صبح کی اور تمام ملک نے بھی اللہ کی خاطر صبح کی۔ اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سب بادشاہت اُسی کی ہے اور سب حمد بھی اسی کو زیبا ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اے میرے ربّ! مَیں تجھ سے اِس دن کی خیر چاہتا ہوں اور اس کے بعد کی بھلائی بھی اور مَیں تجھ سے اس دن کے شرّ کی پناہ مانگتا ہوں اور اِس کے بعد کی برائی سے بھی۔ اے میرے ربّ! مَیں سُستی اور تکبّر کی برائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میرے پروردگار! مَیں آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

شام کو لفظِ صبح کی بجائے شام کے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ بایں الفاظ یہی دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے:

رَبِّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا

(مسلم کتاب الذکر)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مَیں تجھ سے اِس رات کی خیر و بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس کے بعد کی خیر بھی اور مَیں تجھ سے اس رات کے شرّ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور اس کے بعد کی برائی سے بھی۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو صبح کے وقت پڑھنے کے لئے یہ دُعا سکھلاتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔

(ابن ماجہ کتاب الدعاء باب ما یدعو بہ الرجل اذا اصبح)

یعنی اے اللہ! تیرے ساتھ ہم نے صبح کی، تیرے ساتھ ہی ہم جیتے ہیں اور تیرے لئے ہی مریں گے اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزانہ صبح کے وقت یہ دُعا پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اُس دن کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اگر رات کو یہ دُعا پڑھی جائے تو اُس رات کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور اُسے آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَصبَحنَا نُشھِدُکَ وَنُشھِدُ حَمَلَۃَ عَرشِكَ وَمَلَائِکَتَكَ وَجَمِیعَ خَلقِكَ بِاَنَّكَ اَنتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ وَحدَكَ لَا شَرِیكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُكَ وَرَسُولُكَ۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب79)

کہ اے اللہ! ہم نے صبح کی، ہم تجھے اور تیرے عرش کو اٹھانے والوں اور تیرے فرشتوں اور تیری مخلوق کو گواہ ٹھہراتے ہیں کہ تو ہی وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں تو ایک ہے، تیرے ساتھ کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔

رات کو بستر پر جاتے اور صبح بیدار ہوتے وقت کی دُعاؤں پر غور کریں تو اچھے دخول اور اچھے اخراج کا ذکر ملتا ہے جیسے اَللّٰھُمَّ بِاسمِكَ اَمُوتُ وَ اَحیَا۔(بخاری کتاب الدعوات باب مایقول اذا نام) اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مَیں مرتا ہوں اور تیرے نام سے ہی زندہ ہوتا ہوں اور صبح بیدار ہونے کے وقت کی دُعا اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَحیَانَا بَعدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیہِ النُّشُورُ۔(بخاری کتاب الدعوات باب مایقول اذا نام) یعنی تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندگی بخشی اور اُسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہو گا۔

یہاں تک کہ نماز تہجد میں جن دعاؤں کے پڑھنے کی تاکید ہمیں احادیث میں ملتی ہے ان تمام کا مُدعا ایک ہی ہے کہ اب ہم ایک مبارک مقام پر داخل ہو رہے ہیں اِس کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کرنی چاہیے اور بنی اسرائیل کی اِس جامع ومانع دعا کو ہر موقع پر پڑھنے کا ذریعہ بنانا چاہیے۔

سامعین! ہر کام کو اللہ کے ذکر سے شروع کرنا برکت، حفاظت اور کامیابی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر موقع کی مناسبت سے کسی بھی کام کے آغاز یعنی اُس میں داخل ہونے اور ہر کام کے اختتام یعنی اُس سے نکلنے کی دعائیں سکھائی ہیں جیسا کہ گھر سے نکلتے وقت کی دُعا بِسمِ اللّٰہِ، تَوَکَّلتُ عَلَی اللّٰہِ، لَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یعنی اللہ کے نام کے ساتھ باہر جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچنے کی اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں۔

گھر میں داخل ہوتے وقت کی دُعا ہی کو لیں جو یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسئَلُكَ خَیرَ المَولِجِ، وَخَیرَ المَخرَجِ بِسمِ اللّٰہِ وَلَجنَا وَبِسمِ اللّٰہِ خَرَجنَا، وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلنَا۔(ابوداؤد کتاب الادب باب مایقول اذا دخل بیتہٖ) یعنی اے اللہ! مَیں تجھ سے گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کی بھلائی اور خیر طلب کرتا ہوں۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہم (گھر میں) داخل ہوئے اور اللہ کے نام کے ساتھ ہم (گھر سے) نکلے اور اللہ پر جو ہمارا ربّ ہے ہم نے توکّل کیا۔

مسجد میں داخل ہونے کی دُعا میں وَافتَح لِی اَبوَابَ رَحمَتِكَ اور باہر نکلتے وَافتَح لِی اَبوَابَ فَضلِكَ کے الفاظ بھی ہمیں دخول اور خروج میں برکت اور اللہ کا ساتھ چاہنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہیں۔ کہ مَیں اللہ کے نام کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتا ہوں، میرے لئے اپنے رحمت کے دروازے کھول دے اور مسجد سے باہر نکلتے آنحضور صلی اللہ اکبر علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجے اور دعا کرے کہ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔(ابن ماجہ و ترمذی)

اور اگر کھانا شروع کرنے کی دُعا بِسمِ اللّٰہِ وَ بَرَکَۃِ اللّٰہِ (مستدرك حاكم جلد4 صفحہ 120) یعنی اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کی برکت کے ساتھ اور کھانا ختم کرنے کی دُعا اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَطعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مُسلِمِینَ۔(ترمذی کتاب الدعوات) یعنی تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور ہمیں پانی پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا کو لیں تو کیا ہی مبارک دعائیں ہیں جو حضورؐ نے ہمیں سکھلائی ہیں۔

سامعین! اگر آغاز و اختتام کے بابرکت ہونے کے مضمون کو قرآن کریم کے آئینہ میں دیکھیں تو آغاز کرنے کے لیے اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ کے پڑھنے کا حکم ہے یعنی بابرکت کلام پڑھنے سے قبل دھتکارے ہوئے شیطان سے بچنے کی دعا کے معاً بعد بِسمِ اللّٰہِ الرحمٰن الرّحیم سے آغاز ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کی ذات کے نام سے جو بِن مانگے دینے والا بھی ہے اور مانگنے پر بھی دیتا ہے۔ اِس کے بعد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سورہ فاتحہ لایا جو خلاصہ ہے تمام قرآن کریم کا جس میں کمال حکمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جُھکنے، اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی طرف توجہ کے ساتھ ساتھ یہود و نصاری کے بد انجام سے بچنے اور دُور رہنے کی تلقین ہے۔ اسلام اور یہود و نصاری کے بعد کفار اور منافق باقی رہ جاتے ہیں جن کا ذکر سورۃ البقرہ کے آغاز پر ہی کر دیا۔ اِس سے زیادہ اچھا اور خوبتر آغاز کیا ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم کے آغاز پر ہی اللہ تعالیٰ نے جو خالق کائنات ہے جو قرآن کریم کو اُتارنے والا ہے اپنی بنیادی صفات کے ذکر کے بعد انسان کو اپنی طرف جھکنے، اپنی عبادت کرنے کی طرف توجہ

دلانے کے بعد اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کی بنیادی دُعا سکھلا دی۔ پھر دنیا میں پھیلے بڑے مذاہب کے بد انجام کا ذکر کرنے کے معاً بعد اسلام کے منکرین کفار کا ہی ذکر نہیں کیا بلکہ اسلام میں رہ کر اسلام اور مومنوں کی جماعت کو اندر ہی اندر سے نقصان پہنچانے والوں کا ذکر کر کے ان سے بچنے کی ترغیب دلا کر مومن کی صفات کا ذکر کیا۔ یہ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ سے کم نہیں۔ قرآن کریم نے بہت سے قیمتی جواہر اور موتیوں کا ذکر کر کے سات سو سے زائد احکام کا ذکر کیا جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کر تا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلۡخَیۡرُ کُلُّہٗ فِی الۡقُرۡاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

سامعین! جہاں تک قرآن کریم کے اختتام کا تعلق ہے تو وہ بھی مُخۡرَجَ صِدۡقٍ سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تین قُل سے اختتام فرمایا جن میں سے دو تو معوّذ تین کہلاتے ہیں۔ تینوں سورتوں پر اگر غور کیا جائے تو انہیں ایک اور زاویے سے قرآن کریم کا خلاصہ قرار دیا جاتا ہے۔ یہ تین سورتیں اُن پیش گوئیوں کے بعد لائی گئی ہیں جن میں آخری زمانہ کی علامات بیان ہوئی ہیں اور کہا گیا ہے کہ ہر وقت ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہیے۔ قرآن کریم کا دَور مکمل کرنے پر جو دُعا ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائی اُسے ہم بگھار کا نام دے سکتے ہیں جو ہمارے معاشرے میں عورتیں سالن، کڑی یا دال کے پکنے پر لگاتی ہیں جس سے سالن ذائقہ دار ہو جاتا ہے۔ آئیں! ذرا اِس دُعا کے الفاظ مع ترجمہ سنیں۔

اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡنِی بِالۡقُرۡآنِ الۡعَظِیمِ وَاجۡعَلۡہُ لِی إِمَامًا وَنُورًا وَھُدًی وَرَحۡمَۃً اَللّٰھُمَّ ذَکِّرۡنِی مِنۡہُمۡ وَعَلِّمۡنِیۡ مِنۡہُ مَا جَھِلۡتُ وَارۡزُقۡنِی تِلَاوَتَہٗ آنَاءَ اللَّیۡلِ وَالنَّھَارِ وَاجۡعَلۡہُ لِی حُجَّۃً یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ۔

اے میرے اللہ! مجھ پر قرآن عظیم کی برکت سے رحم فرما اور اِسے میرے لئے امام، نور، ہدایت اور رحمت بنا۔ اے میرے اللہ! جو کچھ مَیں قرآن کریم میں سے بھول چکا ہوں وہ مجھے یاد دلا دے اور جو مجھے نہیں آتا وہ مجھے سکھا دے اور دن رات مجھے اِس کی تلاوت کی توفیق عطا فرما اور اے رب العالمین! اِسے میرے فائدہ کے لئے حجت کے طور پر بنا دے۔

دیکھیں! اِس دعا میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اللہ سے قرآن کریم کا عظیم واسطہ دے کر رحم کی اپیل کی۔ اِسے اپنے لیے امام، نور، ہدایت اور رحمت بنانے کے لیے خدا تعالیٰ سے کہا ہے۔ اِس کے بھولے ہوئے سبق کو یاد رکھنے، اِسے مزید سمجھنے اور تلاوت کی توفیق پانے کی دعا کے بعد اپنے فائدہ کے لیے محبت اور دلیل کے طور پر بنانے کی اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے۔ اِس سے اچھا اور خوب تر مُخۡرَجَ صِدۡقٍ کیا ہو سکتا ہے۔

سامعین کرام! مَیں نے قرآن کریم کے آغاز اور اختتام کی ایک مثال دی ہے۔ یہاں بے شمار مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن وقت اجازت نہیں دے رہا اِس لیے ایک دو اور مثالیں دے کر تقریر کو ختم کروں گا۔ اگر ہم نماز کو ہی لیں اِس میں فرض نمازوں کے ساتھ سنتیں اور نوافل سب ہی آ جاتے ہیں۔ اِس میں انٹرنس نیت نماز سے ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

وَجَّھۡتُ وَجۡھِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ

یعنی مَیں اپنی توجّہ کو اس کی طرف ہمیشہ مائل رہتے ہوئے پھیر چکا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور مَیں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

اِس نیت میں زمین اور آسمان کے مالک کی طرف اپنی توجہ اور اُسی کی طرف اپنا منہ کرنے کا ذکر ہے۔ نماز چونکہ توحید کے قیام کا ہی دوسرا نام ہے اِس لیے اللہ تعالیٰ نیت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل سب سے بڑے بتوں کو پاش پاش کرنے والے اور توحید کو قائم کرنے والے ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کردار کو

حنیف کے نام سے موسوم کر کے نیت میں لایا گیا ہے۔ یہ ہے نماز کی مُدْخَلَ صِدْقٍ اور اگر نیت نماز کو الگ بھی کر دیا جائے کیونکہ بعض فرقے نیت نماز کو نہیں مانتے تو نماز، ثناء یعنی سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ سے شروع ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ثناء، اُس کی تحمید اور تسبیح سے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ تسبیح و تحمید اتنی جامع ہے۔ تمام نماز گو اللہ اکبر کا اعلان اور اُس کی تسبیح و تحمید کا اظہار ہے لیکن ایگزٹ (Exit) تو اتنے پیار سے کیا ہے کہ اُس عظیم خدا کی عظمت کے اظہار کے بعد نماز سے نکلتے وقت اُس سے مانگنے کے گُر التحیات میں نہ صرف سکھلائے ہیں بلکہ دُعاؤں سے مُخْرَجَ صِدْقٍ کیا ہے۔ نہ صرف دُعاؤں سے بلکہ اپنے دونوں اطراف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے الفاظ میں اِس امر کی ضمانت دی گئی ہے کہ اے دائیں طرف والو! مَیں ابھی نماز کا اختتام کر رہا ہوں اِس عزم کے ساتھ کہ تم میری طرف سے امن اور سلامتی میں رہو گے اور ایسا ہی اعلان بائیں طرف والوں کے لیے ہے۔

سامعین! یہ تو مَیں نے ایک مسلمان کے دو بڑے اعمال کی مثال دی ہے۔ ایک مختصر عمل کی مثال دے کر تقریر ختم کرتا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں ایک نصرانی نے ایک مسلمان کو یہ طعنہ دیا کہ تمہارا نبی تو تمہیں پاخانہ کرنا بھی سکھاتا ہے گویا کہ تم پاخانہ کرنا بھی نہیں جانتے۔ اُس مسلمان نے نصرانی کے طعنے کو اپنے لیے فخریہ نشان کے طور پر پیش کیا اور کہا کہ ہاں! ہمارے رسول نے ہمیں پاخانہ کرنا بھی سکھلایا ہے کیونکہ ہم انجانے تھے۔ ہم لاعلم تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واش روم میں جاتے ہوئے بھی دعا سکھلائی کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ یعنی اے اللہ! مَیں تمام جسمانی اور روحانی پلیدیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور باہر آتے بھی دعا سکھلائی کہ بِسْمِ اللّٰهِ غُفْرَانَكَ کہ اللہ کے نام کے ساتھ۔ اے اللہ! تیری بخشش چاہتا ہوں۔ کیا ہی یہ مبارک انٹرنس اور ایگزٹ ہے۔ ہمیں اِس کو رواج دینا چاہیے۔ پس اسلام نے ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ذیل میں سے آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تعلیمات دی ہیں ان پر عمل کرتے وقت بھی دعاؤں سے انٹرنس کو مبارک بنائیں اور اختتام کو بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

خاکسار نے تقریر کے آغاز پر Entrance اور Exit کی جو مثال دی ہے وہ تو ادارے اور کونسلز، انسان کی حفاظت کے لیے کرتی ہیں اور اکثر ہالز میں جگہ جگہ ایمرجنسی ایگزٹ بھی لکھا ہوتا ہے۔ اِسی لیے انسان جب کسی ہال میں داخل ہوتا ہے بالخصوص یورپ میں تو وہ اِن جیسے نشانوں کو غور سے دیکھتا ہے لیکن قرآن کریم یا اسلام کی عبادات اور دیگر افعال میں انٹرینس اور ایگزٹ میں قدرے فرق ہے۔ اِسی مفہوم کو آج کی تقریر میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وباللہِ التوفیق۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس مضمون کو سمجھنے اور اِس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

”چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” حقیقی مومن وہی ہے جو تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اعمال بجالانے کی کوشش کرے۔ اس دعا کے ساتھ اپنے ہر دن اور ہر سال میں داخل ہو کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ تقویٰ پہ قائم رکھے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازتا رہے۔“

(خطبہ جمعہ یکم جنوری 2010ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

۞۞۞۞